

آیت مودت اور اہل بیت رسولؐ کی فضیلت

<"xml encoding="UTF-8?>



آیت مودت، سورہ شوری کی آیت 23 کا حصہ ہے جو اہل بیت رسولؐ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اور تاکید کرتی ہے کہ رسول خداؐ کی رسالت کا مzd و اجر اہل بیت کی مودت ہے۔

آیت مودت کا متن

ذَلِكَ الَّذِي يَبْشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّهُ فِي الْقُرْبَى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدُ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ شَكُورٌ [؟-؟]

یہ وہ بات ہے جس کی خوشخبری خدا اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بھی کئے آپ(ص) کہیے کہ میں تم سے اس(تبیغ و رسالت) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابتداروں کی محبت کے اور جو کوئی نیک کام کرے گا ہم اسکی نیکی میں اضافہ کر دیں گے یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا(اور) بڑا قدردان ہے۔

تفسیرین "ذوی القربی" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "ذوی القربی" سے مراد "علی"، "فاطمہ" اور ان کے دو فرزند "حسن" اور "حسین" علیہم السلام ہیں اور رسول خداؐ اس عبارت کو تین مرتبہ دہرا�ا تاکہ اذہان میں ہمیشہ کے لئے باقی اور زندہ رہے۔

شان نزول

تمام شیعہ مفسرین نے، نیز بعض سنی مفسرین نے سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اکرمؐ کی ہجرت مدینہ اور اسلامی معاشرے کی داغ بیل ڈالنے کے بعد، انصار نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلامی نظام کے انتظام مذاکرات کئے اور کہا کہ "اگر اپنے نئے معاشرے کی تشکیل کے لئے اگر آپؐ کو مالی اور معاشی ضرورت ہے تو ہماری پوری دولت اور ہمارے تمام وسائل آپؐ کے اختیار میں ہیں؛ جس طرح آپؐ خرچ کریں اور ہمارے اموال میں جس طرح بھی تصرف کریں، ہمارے لئے اعزاز و افتخار کا باعث ہوگا؛ تو فرشتہ وحی آیت مودت لے کر نازل ہوا:

"فُلْ لَا أَسْأَلْكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى"

ترجمہ: (اے میرے رسول!) کہئے کہ میں تم سے اس (رسالت کے عوض) پر کوئی معاوضہ (اور مزد و اجرت) نہیں مانگتا سوا (میرے) قربت داروں (اور اہل خاندان) کی محبت کے

رسول اللہؐ نے مسلمانوں کے لئے آیت کی تلاوت فرمائی؛ اور اصحاب ایسے حال میں اٹھ کر چلے گئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے مطیع و فرمانبردار تھے مگر منافقین نے [اس حقیقت کا ادراک کرکے کہ یہ مودت اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور خدا نے مسلمانوں کو اہل بیت کی امامت کا پابند بنایا ہے] فوری طور پر مشتہر کیا کہ گویا یہ آیت قرآنی نہیں ہے بلکہ محمدؐ نے خود بیٹھ کر اپنے خاندان کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی غرض سے گھڑ لی ہے۔ منافقین کی اس دروغ پردازی اور افترا سازی کے بعد سورہ شوری کی آیت 24 نازل ہوئی۔

"أَمَّ يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا..."

ترجمہ: کیا [منافقین و مشرکین] کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے اللہ پر تہمت لگائی ہے....

رسول اللہؐ نے انہیں واپس بلوایا اور یہ آیت انہیں پڑھ کر سنائی تو انصار گریہ و بکاء کرنے لگے اور یہ واقعہ ان کے لئے بہت بھاری بڑا، کیونکہ بعض منافقین نے اتنی بڑی توبین کا ارتکاب کیا تھا۔ بہر حال اسی موقع پر ہی سورہ شوری کی آیت 25 نازل ہوئی: جس میں توبہ کی قبولیت کی بشارت دی گئی:

"وَبُو الَّذِي يَقْبِلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ۔"

ترجمہ: اور وہ وہ ہے جو اپنے بندوں سے توبہ کو قبول کرتا ہے اور معمولی برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور جانتا ہے اسے جو تم کرتے ہو۔

رسول اللہؐ نے انہیں دوبارہ بلوایا اور انہیں نوید دی کہ خداوند متعال گنہگاروں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کی دعا کو درجہ اجابت تک پہنچا دیتا ہے۔[1].[2]

اصطلاحات کی وضاحت

1. مودت:

ابن منظور و دیگر اہل لغت مادہ "ود" کے ذیل میں لکھتے ہیں: مودت کے معنی کسی چیز کی نسبت محبت

رکھنے اور کسی چیز کو دوست رکھنے کے بیان۔[3]-[4]-[5]

البته راغب اصفہانی نے لفظ مودت کے لئے مذکورہ معانی ذکر کرنے کے بعد ایک معنی یعنی "آرزو رکھنے" کا اضافہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ لفظ دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ تمنا، کسی چیز کی آرزو کرنا اور اس کو وصول یا حاصل کرنا ہے جو دوستی کے معنی پر بھی مشتمل ہے اور چاہنے اور چیز کے حصول کی شدید خواہش و آرزو کرنے کے معنی پر بھی جس سے محبت کی جاتی ہے۔[6] پس "ود" سے مراد کسی چیز سے محبت کرنا اور اس کی بقاء کی آرزو رکھنا، اور یہ لفظ ان دونوں میں استعمال ہوتا کیونکہ آرزو کا لفظ بذات خود آرزو کے معنی پر بھی مشتمل ہے اور آرزو اس چیز کے حصول کی طرف میل و رجحان ہے جس سے محبت کی جاتی ہے۔

2. قربی

اور مادہ "قرب" کے ذیل میں لکھتے ہیں: قربی در اصل مصدر اور مادہ "قرب" سے مشتق ہے اور بعض لغت نویسون کی رائے کے مطابق قرب لفظ "بعد" کا متنضاد ہے، اسی بنا پر قرب کے معنی نزدیک ہونے اور بعد کے معنی دور ہونے کے ہیں۔ "قرب الشیئ" یعنی کسی چیز کے/سے قریب ہونا اور "القرابة" (قرابت) اور "القربی" سے نسب [اور خاندان] میں قربت رکھنا اور نزدیک ہونا، مراد ہے۔ [7] راغب اصفہانی اس معنی کو تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قرب جگہ، وقت، نسب، مرتبہ و منزلت اور روحانی قرب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[8]

قربی کے مصادیق

آیت مودت میں اہم ترین سوال یہ ہے کہ "قربی" کے مصادیق کون لوگ ہیں؟ شیعہ مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت کے مصادیق اہل بیت رسول یعنی علی، فاطمہ(س)، حسن اور حسین اور حسین کے بعد 9 ائمہ، جو ان کی اولاد میں سے ہیں۔ شیخ طوسی اور امین الاسلام طبرسی جیسے بزرگ شیعہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت مودت کا مصدق اہل بیت ہیں۔[9]-[10]

علامہ حلی نے کتاب "نہج الحق" کی شرح میں اس آیت کو "آلی المودہ" کا عنوان دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرت علی کی امامت پر دلالت کرنے والی چوتھی آیت قرآنی ہے اور اس آیت کے ذیل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ "آلیت مودت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے وہ قرابدار جن کی مودت ہم پر واجب ہے، کون لوگ ہیں؟ اور رسول اللہ نے فرمایا: علی، فاطمہ(س)، حسن اور حسین، اور یاد رکھو کہ مودت کا وجوب اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ لازم و ملزم ہے۔[11]

احادیث و روایات

شیعہ روایات

شیعیان اہل بیٹ نے اہل بیٹ سے منقولہ احادیث نیز اہل سنت کے منابع و مصادر سے بے شمار احادیث کے حوالے دے کر ثابت کیا ہے کہ آیت مودت کا مصدق خاندان رسول اللہ ہے اور یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ان روایات کی تعداد 32 تک پہنچی ہے۔

مکتب اہل بیٹ کے منابع و مصادر کو مد نظر رکھ کر ان روایات کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

اہل بیت آیت مودت کا مصدقہ ہیں:

حضرت امام سجاد علیہ السلام سے آیت مودت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:
"بِيْ قَرَابِتِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ"

ترجمہ: وہ ہم اہل بیٹ کی قربت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ۔[12]
اصحاح کسائے، مودت کا مصدقہ ہیں:

امام صادقؑ نے فرمایا: "أَنَّهَا نَزَّلَتْ فِيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَصْحَابُ الْكَسَاءِ"۔

ترجمہ: یہ آیت ہم اہل بیت اصحاب کسائے کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[13].[14]
ائمهؑ بدی، آیت مودت کا مصدقہ ہیں:

امام صادقؑ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ لَا أَسْئِلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةُ فِيْ الْقُرْبَى قَالَ بُنْ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ"۔

ترجمہ: امام ابو جعفرؑ فرمان خداوندی "اے میرے رسول! (اے میرے رسول!) کہئے کہ میں تم سے اس (رسالت کے عوض) پر کوئی معاوضہ (اور مزد و اجرت) نہیں مانگتا سوا (میرے) قربت داروں (اور اہل خاندان) کی محبت کے" کی تفسیر میں فرمایا: قربی کا مصدقہ ائمہ علیہم السلام ہیں۔[15]

واضح رہے کہ یہ سارے اقوال ایک دوسرے سے تضاد و تنافی نہیں رکھتے کیونکہ ان سب میں اہل بیت، اصحاب کسائے اور ائمہ کو مصدقہ کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے اور یہ سب بہر حال ایک ہی ہیں۔

روایات اہل سنت

اس آیت کریمہ کے سلسلے میں سنی مأخذ و مصادر حديث میں کثیر روایات و احادیث نقل ہوئی ہیں اور "القربی" کے معنی و مصادیق کو تفسیر و حديث کی کتب میں بیان کیا گیا ہے جنہیں دیکھ کر ہر قسم کا شبہ رفع ہو جاتا ہے۔ آیت اللہ نجفی مرعشی نورالله بن شریف الدین شوشتاری کی کتاب پر اپنے تعلیقے میں اہل سنت کے 46 اکابرین کا نام ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اپنی اسناد سے اس آیت کریمہ کے بارے میں وارد ہونے والی روایات کو نقل کیا ہے۔

اہل سنت کے بزرگ عالم دین ابوالقاسم حاکم حسکانی نے اس آیت کے ذیل میں 23 احادیث نقل کی ہیں، 16 احادیث اول الذکر معنی سے مطابقت رکھتی کیونکہ اس معنی میں رسول اللہ کے قربتداروں کو مصدقہ کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے اور 7 احادیث میں علی، فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کے اسماء گرامی پر تصریح کی گئی ہے۔[16]

یہاں نمونے کے طور پر اہل سنت اور شیعہ منابع سے چند حدیثیں نقل کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ "قربی" سے مراد اہل بیٹ اور رسول اللہ کے خاص افراد خاندان اور اقارب ہیں:

عبدالله بن عباس کی روایت:

احمد بن حنبل سند متصل سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں:

آیت "قُلْ لَا إِسْلَكُمْ..." نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کیا: آپ کے خاندان میں کن کی مودت ہم پر واجب ہے تو آپ نے فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے دو فرزند حسن اور حسین؛ اور یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ دہرا�ا۔[17]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے مسلمان جانتے تھے کہ آیت کا مصدق خاندان نبوی ہے اور ان کا سوال خاندان کے خاص افراد کا تعین ہوجائے۔ آپ نے جواب میں اپنے خاندان کے چار افراد کا نام لیا۔ یعنی اصطلاح میں یہ روایت مقامی اطلاق پر دلالت کرتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں خاندان نبوی کے دیگر افراد اس آیت کے مصادیق میں شامل نہ تھے اور اگر اس زمانے میں خاندان کا کوئی اور فرد بھی شامل ہوتا تو آپ اس کا نام بھی ذکر کرتے۔

سیوطی اپنی مشہور تفسیر "درالمنثور" میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد خداوندی "قل لا أسئلکم ..." کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
"ان تحفظوني في اهل بيتي و تودوهم بي"۔

ترجمہ: [اس آیت کا مفہوم و مقصود یہ ہے کہ] میرے اہل بیت میں میرے حق کا تحفظ کرو اور ان سے میری خاطر محبت کرو۔[18]

ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں ایک سند سے سعید بن جبیر سے دوسری سند سند "عمر بن شعیب" سے آیت مودت سے مراد رسول اللہ کے اقرباء ہیں۔[19]
اہل سنت کے مشہور مفسر حاکم حسکانی اپنی کتاب "شواید التنزیل" میں "ابو امامہ باہلی" سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْأَنْبِيَاءَ مِنْ أَشْجَارٍ شَتَّى وَخَلَقَتِنَا أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَنَا أَصْلُهَا وَعَلِيٌّ فَرْعَاهَا، وَالْحَسَنُ وَالْحَسِينُ ثَمَارِيَا، وَأَشْبَاعُنَا أُوراقِهَا، فَمَنْ تَعْلَقَ بِغَصْنِنِ مِنْ أَغْصَانِهَا نَجَا، وَمَنْ زَاغَ بِوَيْ وَلَوْ أَنْ عَبْدَ اللَّهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَلْفَ عَامٍ ثُمَّ أَلْفَ عَامٍ ثُمَّ يَصِيرُ كَالشَّنَّ الْبَالِيِّ ثُمَّ لَمْ يَدْرِكْ مُحِبْتَنَا أَكْبَهُ اللَّهِ عَلَى مُنْخَرِيِّهِ فِي النَّارِ، ثُمَّ تَلَّا (قُلْ لَا أَسَالُكُمْ عَلَيْهِ ...)"

ترجمہ: خدا نے انبیاء کو مختلف درختوں سے خلق کیا اور مجھ اور امام علیؑ کو ایک درخت (شجر واحد) سے خلق کیا۔ میں اس کی جڑ ہوں، علیؑ اس کی شاخ ہیں، فاطمہ اس کی باراوری کا سبب ہیں، اور حسنؑ اور حسینؑ اس کے پہل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں؛ اگر کوئی شخص اس کی شاخوں میں سے کسی شاخ سے وابستہ ہو جائے، وہ نجات یافتے ہے اور جو ان سے انحراف کرے تو اگرچہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہزار سال خدا کی عبادت کرے، اور اس کے بعد ایک ہزار سال عبادت کرے، پھر بھی ایک ہزار سال علیہ حتی کہ فرسودہ ہو کر سوکھی مشک کی مانند ہو جائے، لیکن ہم خاندان سے محبت نہ رکھے خداوند متعال اس کو منہ کے بل دوزخ میں پھین ک دے گیا۔ اس کے بعد آپؑ نے آیت مودت کی تلاوت فرمائی۔[20].[21]

آیت مودت کی تفسیر

سورہ شوری کی آیت 22 میں ارشاد ہوتا ہے کہ نیکوکار مؤمنین کی پاداش بہشتی باغ اور تمام مطلوبہ مقاصد تک پہنچنا ہے جبکہ اس آیت میں اس شخصیت کے معاوضے اور اجر و پاداش کی بات ہوری ہے جس نے کروڑوں انسانوں کو ان باغات اور اعلیٰ مراتب تک پہنچنے کی اہلیت عطا کی ہے یعنی پیغمبر اسلامؐ۔

اگر کوئی ایک گلستانہ تحفتا کسی کو پیش کرے تو اس کے لئے شکریہ اور جزا و پاداش دینا ضروری ہے تو کروڑوں انسانیت کی نجات کی جزا کیا ہوگی؟ سورہ شعراء کی آیات 109 تا 127 میں حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت لوط، اور حضرت شعیب علیہم السلام اور سورہ سبا کی آیت 47 میں حضرت محمدؐ۔ اور دیگر آیات کریمہ میں

دیگر انبیاء کا کلام یہ ہے کہ "اور میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ نہیں ہے میرا معاوضہ کسی پر سوا پروردگار عالمیان کے "إنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ"۔

البته شک نہیں ہے کہ انبیاء کی مراد یہ ہے کہ "ہم تم سے مادی اجرت و معاوضہ نہیں مانگتے لیکن اطاعت الہی اور تمہاری ہدایت کو چاہتے ہیں۔ کیونکہ جہاں انہوں نے سورہ شعرا میں کہا ہے کہ "ہم تم سے اجرت نہیں مانگتے" وہاں لوگوں کو تقوی اور طاعت الہی کی تلقین بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

"فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ"۔

ترجمہ: تو اللہ سے ڈُرو اور میرا کہنا مانو۔

یعنی انبیاء اگرچہ مادی اجرت نہیں مانگتے لیکن معنوی اجرت اور لوگوں کی ہدایت کے خواہاں ہیں کیونکہ یہ لوگوں کے اپنے فائدے میں ہے۔ جس طرح کہ ایک استاد اپنے شاگرد سے کہہ دے کہ "میں تم سے کچھ نہیں مانگتا اور میری اجرت صرف یہ ہے کہ تم اچھی طرح سے پڑھو" کہ یہ پاداشت و اجرت درحقیقت شاگرد کے لئے ہے۔

سوال یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی رسالت کا معاوضہ کیا ہے؟ لیکن کئی مرتبہ لفظ "قل" کے ذریعے خداوند متعال کی طرف سے مامور ہوئے کہ ان سے اجر معنوی کا تقاضا کریں جو ان کے اپنے فائدے میں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ"۔ ترجمہ: کہئے کہ میں نے تم سے جو اجر طلب کیا ہے، وہ تو تمہارے ہی لئے ہے۔ [22]

یہ معنوی معاوضہ بھی دو طریقوں سے آیا ہے: ایک بار فرماتے ہیں: "میں کوئی تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوا اس کے، کہ جو چاہے اللہ کے راستے پر گامزن ہو جائے؛ ارشاد ہے:

"قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى"۔
[23]
معاوضہ نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے پروردگار کی طرف راستے بنائے۔ اور ایک بار آیت مودت میں فرماتے ہیں:

"قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى"۔

ترجمہ: اے میرے رسول! کہئے کہ میں تم سے اس (رسالت کے عوض) پر کوئی معاوضہ (اور مزد و اجرت) نہیں مانگتا سوا (میرے) قربت داروں (اور اہل خاندان) کی محبت کے۔

چنانچہ اجر رسالت دو چیزوں میں ہے: 1. راہ خدا پر گامزن ہونا 2. مودت قربی۔ دونوں کو لفظ "إِلَّا" کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یعنی یہ کہ "میری رسالت کی اجرت صرف یہی ہے؛" گویا راہ خدا اور مودت اہل بیت ایک ہی چیز ہے؛ ورنہ یہ درست نہیں درست ہے کہ انسان ایک بار کہے کہ "میں صرف موسم گرما میں مطالعہ کرتا ہوں" اور دوسری بار بھی یہی جملہ دہرائے کیونکہ محصور (حصر شدہ اور منحصر شدہ) چیز ایک ہی ہونا ضروری ہے۔ خداوند متعال نے رسول خدا کو حکم دیا کہ لوگوں سے کہہ دیں: "میرا اجر رسالت صرف یہ ہے کہ تم اللہ کے راستے پر گامزن ہو جاؤ" اور دوسری بار کہہ دیں: "میرا اجر رسالت صرف یہ ہے کہ تم میرے خاندان سے مودت کرو"؛ ان دو آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ راہ خدا منتخب کرنا اور اہل بیت سے محبت کرنا، دونوں ایک ہیں۔

دوسری طرف سے مودت دو چیزوں کے ساتھ لازم و ملزم ہے: 1. شناخت و معرفت؛ کیونکہ جب تک انسان کسی کو نہ پہچانے اس سے محبت نہیں کرسکتا؛ 2. اطاعت؛ کیونکہ مودت اطاعت کے بغیر ہو تو ایک قسم کا دکھاوا اور ریا یا چاپلوسی ہے۔ چنانچہ جو لوگ اہل بیت کے بغیر دوسروں سے اپنی زندگی اور اپنے دین کے احکام اخذ کرتا ہے وہ راہ خدا پر گامزن نہیں ہوا ہے۔ یہ قرآن کی رائے ہے۔

عقل کے حوالے سے بھی پاداش و اجرت کو عمل کے ہم وزن ہونا چاہئے۔ رسالت کا ہم وزن صرف امامت ہے، رسالت کا م معاوضہ صرف یہ ہے کہ ہدایت جاری اور مسلسل ہو۔ ایک معصوم کی زحمتوں کی اجرت صرف یہ ہے کہ ہدایت و راہبری کا کام دوسرے معصوم کے سپرد کیا جائے۔ ایک عادل رائینما کی اجرت یہ ہے کہ اس کی زحمتوں کو دوسرے عادل کے سپرد کیا جائے۔

عقل کہتی ہے: جب تک لطف ہے تشكیر بھی ہونا چاہئے اور اگر آج ہم رسول اللہ کی رائینمائی کی نعمت سے بھرہ ور ہیں اور ہم اسلام کی طرف ہدایت پاچکے ہیں، ہم پر اجر رسالت ادا کرنا ہم پر لازم ہے، اور اگر اجر رسال "مودت قریبی" ہے آج بھی ذوی القربی کو موجود ہونا چاہئے جن کی مودت و اطاعت ہم پر لازم ہے۔ یعنی آج اس زمانے کے امام اور آج کے زمانے میں جانشین رسول مام زمانہ(عج) ہیں جن کی مودت اور اطاعت ہم پر لازم ہے۔ یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ "صدر اول کے مسلمان اجر رسالت ادا کرنے اور ذوی القربی سے مودت کرنے پر مامور تھے لیکن آج کے مسلمان اس حکم سے مستثنی ہیں یا یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ آج ذوی القربی موجود نہیں ہیں جن سے مودت کی جائے یا جن کی اطاعت کی جائے؟" البته زمانہ غیبت میں مودت سے مراد یہ ہے کہ ہم امام زمانہ(عج) کے پیغامات پر عمل کریں اور ان لوگوں کے احکامات پر عمل کریں جنہیں آپ(عج) نے ہمیں سپرد کر دیا ہے۔ اور وہ لوگ فقہائے عادل ہیں وہ جو ہوئی و ہوں کے تابع و مطیع نہیں ہیں۔

یہ جو ذوالقربی کی مودت ایسے پیغمبر کے اجر رسالت قرار پائی ہے جس نے ہدایت و سعادت اور اللہ کے فضل عظیم تک پہنچایا ہے؛ عقل انسان سمجھتی ہے کہ ذوی القربی کی مودت۔ جن کی محبت اجر رسالت ہے۔ بنی نوع انسانی کے برترین افراد اور معصوم ہیں؛ کیونکہ کبھی بھی ایک معصوم شخصیت کے عمل کی اجرت غیر معصوم افراد کی محبت و مودت نہیں ہو سکتی۔ یہ قابل قبول نہیں ہو سکتا کہ گنگار افراد کی محبت ابتدائی تاریخ اسلام سے آخر تک مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور (شیعہ کے سوا) کوئی بھی اسلامی فرقہ اپنے امام و پیشواؤ کو معصوم نہیں سمجھتا، اور کسی بھی فرد یا جماعت نے آج تک ائمہ معصومین کی طرف کسی گناہ کی نسبت نہیں دی ہے اور نہ ہی کسی نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے کسی استاد کی شاگردی کی ہے۔

عقل کہتی ہے: بنی نوع انسان کا باتھ غیر معصوم کے باتھ میں دینا نہ صرف انسانیت پر ظلم ہے، بلکہ پورے عالم وجود پر ظلم ہے۔ کیونکہ عالم ہستی کو انسان کے لئے خلق کیا گیا ہے اور (اور وہ تمام آیات جن میں خلق لکُم ترجمہ: [وہ وہ ہے جس نے] تمہارے لیے پیدا کیا[24]. مَتَاعًا لَكُمْ ترجمہ: [تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے] سامان زندگی کے طور پر[25]. سَخْرَ لَكُمْ ترجمہ: اور تمہارے قابو میں دیے [سورج اور چاند ...].[26] جیسے الفاظ ذکر ہوئے ہیں اس بات کی علامت ہیں کہ پورا نظام وجود انسان کے لئے ہے) انسان کا ہدف یہ ہے کہ معنوی اور حقيقی ارتقاء کے مرحلے طے کر اور الہی اور خدائی ہو جائی؛ تو کیا اس موجود کو غیر معصوم انسانوں کے سپرد کرنا اس پر اور نظام وجود پر ظلم کے مترادف نہ ہوگا؟

اگر احادیث میں معصوم پیشو اور اس کی ولایت دین کی بنیاد و اساس ہے جیسا کہ امام باقرؑ نے فرمایا:

"بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: عَلَى الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصُّومِ وَالحَجَّ وَالْوَلَايَةِ"

ترجمہ: اسلام کو پانچ چیزوں پر استوار کیا گیا: نماز پر اور زکوہ، روزہ، حج اور ولایت پر۔[27]

اگر امام علیؑ کو قسمیں دوزخ و جنت کے مفہوم کے طور پر متعارف کرائے گئے ہیں: جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"إِنَّكُمْ قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ... " ترجمہ: اے علی! تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔[28] یا ابن عباس کی روایت کے مطابق رسول اللہ نے فرمایا: "... معاشر الناس ، إن علیاً قسیم النار ، لا یدخل النار ولی لہ ، ولا ینجو منها عدو له ..."

ترجمہ: لوگو! بے شک علی جہنم کے قسم ہیں، داخل نہیں ہوگا دوزخ میں ان کا دوست اور نجات نہیں پائے گا اس سے ان کا دشمن۔[29]

اگر نماز بغیر ولایت کے مقبول نہیں ہے جیسا کہ امام صادقؑ نے فرمایا: "إِنَّ أَوَّلَ مَا يَسْأَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ إِذَا وَقَفَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ جَلَّ جَلَالَهُ عَنِ الْأَصْلَوَاتِ الْمُفَرُّضَاتِ وَعِنِ الزَّكَاةِ الْمُفَرُّضَةِ وَعِنِ الصَّيَامِ الْمُفَرُّضِ وَعِنِ الْحَجَّ الْمُفَرُّضِ وَعِنْ وَلَايَتِنَا أَبْلَى الْبَيْتِ، فَإِنَّ أَقْرَبَ بَوْلَايَتِنَا ثُمَّ ماتَ عَلَيْهَا قَبْلَتُهُ مِنْ صَلَاتِهِ وَصُومَهُ وَزَكَاتِهِ وَحِجَّهُ، وَإِنْ لَمْ يَقُرِّ بَوْلَايَتِنَا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ جَلَّ جَلَالَهُ لَمْ يَقْبِلْ اللَّهُ عَزَّوَجْلَهُ مِنْهُ شَيْئًا مِّنْ أَعْمَالِهِ۔"

ترجمہ: بے شک بارگاہ الہی میں بندوں سے سب سے پہلے جن چیزوں کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا وہ واجب نمازیں، واجب زکوہ، واجب روزہ، واجب حج ہے اور ہم اب بیت کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا، پس اگر اس نے ہماری ولایت کا اقرار کیا اور دنیا سے رخصت ہوا تو خدا اس کی نماز، روزہ، زکوہ اور حج قبول فرمائے گا اور اگر اس نے اللہ جل جلالہ کے حضور ہماری ولایت کا اقرار نہ کیا تو اللہ جل جلالہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا۔[30] یا جس طرح کہ اب سنت کے بزرگ عالم دین جناب خوارزمی - جن کی وثاقت پر دوسرے اکابرین اب سنت نے تاکید کی ہے - نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

يَا عَلِيٌّ لَوْ أَنْ عَبْدَا عَبْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجْلَهُ مِثْلَ مَا قَامَ نُوحُ فِي قَوْمِهِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَحَدٍ ذَبِيَّهُ فَأَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَدِ فِي عُمْرِهِ حَتَّى حَجَّ أَلْفَ عَامٍ عَلَى قَدْمِيهِ، ثُمَّ قُتِلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مُظْلُومًا، ثُمَّ لَمْ يَوَالِكْ يَا عَلِيٌّ، لَمْ يَشْمَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَمْ يَدْخُلْهَا۔" ترجمہ: اے علی! اگر ایک بندہ عمر حضرت نوچ جتنی عبادت کرے اور کوہ احمد جتنا سونا خدا کی راہ میں خیرات کرکے دھدھے؛ اور اس کی عمر اس قدر طویل ہو جائے کہ ایک ہزار بار پائے پیاد حج بیت اللہ بجا لائے، اور اس کے بعد [[صفا اور مروہ]] کے درمیان مظلوم ہو کر شہید کیا جائے، لیکن تمہاری ولایت پر یقین نہ رکھتا ہو، اے علی! کبھی بھی جنت کی خوشبو اس تک نہیں پہنچے گی اور کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔[31]. [32]. [33]. [34]. [35]. [36]. [37]. [38]. [39]. [40]. [41] اگر اب بیٹ کی مودت حسنہ ہے جیسا کہ امام حسنؑ نے شہادت امیر المؤمنینؑ کی شہادت کے بعد مسجد کوفہ میں فرمایا:

"أَنَا مِنْ أَبْلَى بَيْتِ أَذِبِ اللَّهِ عَنْهُمُ الرِّجَسِ وَطَهْرِهِمْ تَطْهِيرًا أَنَا مِنْ أَبْلَى بَيْتِ فِرْضِ اللَّهِ مُوْدَتِهِمْ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ تَعَالَى

ترجمہ: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً تَزِدُّ لَهُ فِيهَا حُسْنًا فَالْحَسَنَةُ مُوْدَتُنَا أَبْلَى الْبَيْتِ"

ترجمہ: میں اب بیٹ سے ہوں، وہی جن سے خداوند متعال نے ہر گناہ کو دور رکھا ہے اور انہیں پاک رکھا ہے جس

طرح کہ پاک رکھنے کا حق ہے اور خداوند متعال نے اپنی کتاب میں ان کی مودت فرض کر دی ہے اور فرمایا ہے: کہئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوا صاحبان قرابت کی محبت کے اور جو کوئی "حسنہ" (نیک کام) انجام دے گا، ہم اسے اس میں بھلائی اور زیادہ عطا کریں گے۔[42] پس حسنہ ہم اپل بیت کی مودت ہے۔[43]-[44]

متعلقہ مضامین

اہل البیت علیہم السلام

مودت اہل بیت

حوالہ جات

طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان، ج 9، ص 29.

لسان المیزان ابن حجر عسقلانی، ج 4، ص 434

ابن منظور، لسان العرب.

فراہیدی، خلیل، العین، ذیل مادہ "ود"۔

طریحی، مجمع البحرين، ذیل مادہ «ود»۔

راغب اصفهانی، مفردات الفاظ قرآن، مترجم: دکتر خسروی، ذیل مادہ "ود"۔

ابن منظور، لسان العرب، ذیل مادہ «قرب»۔

راغب اصفهانی، وہی مأخذ، ذیل مادہ "قرب"۔

طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن، ج 9، ص 158.

طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج 9، ص 48.

علامہ حلی، حسن بن یوسف، نہج الحق و کشف الصدق، ص 175.

فرات الکوفی، تفسیر فرات، ص 392.

حاکم حسکانی، عبدالله بن احمد، شوابد التنزیل، ج 2، ص 213.

المفید، الارشاد ص 188.

کلینی، اصول کافی، ج 1، ص 413.

حاکم حسکانی، عبدالله بن احمد، شوابد التنزیل، ج 2، ص 189-196.

قرطبی، محمد بن احمد انصاری، احقاق الحق، ج 3، ص 2.

سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن ، الدر المنشور فی تفسیر المأثور، ج 6، ص 7.

طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل القرآن، ج 25، ص 16 و 17.

طبرسی، مجمع البیان، ج 9، ص 28.

حسکانی، حاکم، شوابد التنزیل، ج 2، ص 203.

سورہ سباء آیت 47.

سورہ فرقان آیت 57.

سورہ بقرہ آیت 29.

سورہ نازعات آیت 33.

سورہ ابراہیم آیت 32 و 33.

- كليني، الكافي، ج 2 ص 18.
- ابن مغازلى، المناقب، ص 67.
- امالي شيخ صدوق ص 83 ، به سند ديگر خصال ، شيخ صدوق ، ص 496.
- مجلسى، بحار، ج 27، ص 167.
- المناقب للموفق الخوارزمي، ص 68.
- ينابيع المودة لذوي القربى للقندوزى، ج 2، ص 293.
- شوابد التنزيل للحاكم الحسکاني، ج 2، ص 203.
- فرائد السمطين للجويني، ج 1، ص 289.
- ينابيع المودة لذوي القربى للقندوزى، ج 1، ص 338.
- الرياض النضرة، ج 3، ص 116.
- المعجم الأوسط للطبراني، ج 2، ص 360.
- مجمع الزوائد و منبع الفوائد للهيثمي، ج 9، ص 172.
- ينابيع المودة لذوي القربى للقندوزى، ج 2، ص 272.
- إحياء الميت سيوطي شافعى به نقل از الإتحاف بحب الأشraf، ص 111.
- الصواعق المحرقة لإبن حجر الهيثمي، ص 138.
- سورة شوري، آيت 23.
- بحار، ج 43، ص 362.
- محسن قرائتى، تفسير نور.

- مآخذ
قرآن كريم.
- آلوسى، سيد محمود، روح المعانى، بيروت، دارالكتب العلمية، 1415.
- راغب اصفهانى، مفردات الفاظ قرآن، مترجم: دکتر خسروی.
- ابن منظور، لسان العرب، جامع التفاسير.
- سلمي، محمد بن حسين، حقائق التفسير، تهران، مركز نشر دانشگاپي، 1369 ..
- طبرسى، فضل بن حسن، مجمع البيان، بيروت، دارالمعرفه، بى تا.
- طريحي، فخر الدين، مجمع البحرين، جامع التفاسير.
- شيخ طوسى، محمد بن حسن، التبيان فى تفسير القرآن، بيروت، دارالاحياء التراث العربى، بى تا.
- طباطبائى، محمد حسين، الميزان، انتشارات جامعه مدرسین حوزه علمیه قم، 1417.
- علامه حلی، حسن بن یوسف، نهج الحق و کشف الصدق، قم، موسسه دارالهجرة.
- میبدی، ابو الفضل رشید الدين، کشف الاسرار، تهران، انتشارات امير كبير، 1371.
- فرابیدی، خلیل بن احمد، العین، جامع التفاسير.
- زمخشري، محمود، الكشاف، دارالكتب العربى، بيروت.
- علامه مجلسى، محمد باقر، بحارالانوار، بيروت، مؤسسه الوفاء، 1403ق.

فرات الكوفي، ابى القاسم فرت بن ابراهيم، تفسير فرات الكوفي، تحقيق: محمد كاظم، وزارة فرينگ و ارشاد اسلامی، 1410ق.

حاکم حسکانی، عبیدالله بن احمد، شوابد التنزیل، تحقيق: شیخ محمد باقر محمودی، وزارة فرينگ و ارشاد اسلامی، 1411ق.

کلینی، محمد یعقوب، اصول کافی، قم، دارالکتب الاسلامیه، 1365ق.
برقی، احمد بن محمد بن خالد، المحسن، دارالکتب الاسلامیه، بیتا.
قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، تهران، انتشارات ناصر خسرو، 1364.
مراغی، احمد بن مصطفی، بیروت، دارالاحیاء التراث العربي.

قرطبی، صمد بن احمد انصاری، احقاق الحق،
سیوطی، جلال الدین، الدر المنتور فی تفسیر المأثور، بیروت، دار الفکر ، 1414ق.
طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل القرآن، بیروت، دار المعرفة، 1412.
مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونه، تهران، دارالکتب الاسلامیه، 1374.
عابدی، خدا حسین، تفسیر تطبیقی آیه مودت، قم، مرکز جهانی علوم اسلامی، 1384.
فخر الدین رازی، محمد، مفاتیح الغیب، دارالفکر، بیروت، 1405ق.
تفسیر نور.